✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

اَلْیَقِیْنُ قُوَّتِیْ (حضرت محمدؐ)

یقین میری قوت ہے

(تقریر نمبر 13)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ۔حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ۔کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۔ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ۔لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ۔ثُمَّ لَتَرَوُنَّھَا عَیْنَ الْیَقِیْنِ۔ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ۔(التکاثر:2-9)

تمہیں غافل کر دیا ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی دوڑ نے۔یہاں تک کہ تم نے مقبروں کی بھی زیارت کی۔خبر دار!تم ضرور جان لوگے۔پھر خبر دار!تم ضرور جان لوگے۔خبر دار!اگر تم یقینی علم کی حد تک جان لو۔تو ضرور تم جہنّم کو دیکھ لوگے۔پھر تم ضرور اُسے آنکھوں دیکھے یقین کی طرح دیکھوگے۔پھر اس دن تم ناز و نعم کے متعلق ضرور پوچھے جاؤگے۔

مَیں غلاموں کے غلاموں کا غلام
مَیں بھلا کس منہ سے لوں احمدؐ کا نام
میم کے پردے میں ہے جس کا مقام
اس پہ ہوں لاکھوں درود، اربوں سلام
"سالکاں را نیست غیر از وَے اِمام
رہرواں را نیست جُز وَے رہبرے"

معزز سامعین! ربیع الاوّل کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقاریر تیار کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔اِس ضمن میں مجھے الشفاء لقاضی عیاض بن موسیٰ میں درج حضرت علیؓ کی ایک روایت ملی ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق 20 خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔آج ان 20 خصوصیات میں سے تیرھویں صفت اور خصوصیت اَلْیَقِیْنُ قُوَّتِیْ کہ یقین میری قوت ہے پر کچھ کہنے کے لئے مَیں آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہوں۔آگے بڑھنے سے قبل اِس پوری روایت کا جاننا ضروری ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ کی سیرت کے حوالے سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ:

اَلْمَعْرِفَۃُ رَاْسُ مَالِیْ وَالْعَقْلُ اَصْلُ دِیْنِیْ،وَالْحُبُّ اَسَاسِیْ،وَالشَّوْقُ مَرْکَبِیْ،وَذِکْرُ اللّٰہِ اَنِیْسِیْ،وَالثِّقَۃُ کَنْزِیْ،وَالْحُزْنُ رَفِیْقِیْ،وَالْعِلْمُ سَلَاحِیْ،وَالصَّبْرُ رِدَائِیْ،وَالرِّضَاءُ غَنِیْمَتِیْ وَالْعِجْزُ فَخْرِیْ،وَالزُّھْدُ حِرْفَتِیْ،وَالْیَقِیْنُ قُوَّتِیْ،وَالصِّدْقُ شَفِیْعَتِیْ،وَالطَّاعَۃُ حَسَبِیْ،وَالْجِھَادُ خُلُقِیْ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ وَثَمْرَۃُ فُؤَادِیْ فِیْ ذِکْرِہٖ وَغَمِّیْ لِاَجَلِ اُمَّتِیْ وَشَوْقِیْ اِلٰی رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ

(الشِّفَاءِ لقاضی عیاض بن موسیٰ صفحہ 81)

کہ معرفت میرا سرمایہ ہے اور عقل میرے دین کی بنیاد ہے اور محبت میری اساس ہے اور شوق میری سواری ہے اور ذکر الٰہی میرا مونس ہے اور وثوق میرا خزانہ ہے اور غم میرا رفیق اور علم میرا ہتھیار ہے،صبر میری چادر ہے،رضا میری غنیمت اور عاجزی میرا فخر ہے اور زُہد میرا پیشہ اور یقین میری قوت اور صدق میرا شفیع اور اطاعت

میرا حسب، جہاد میرا خلق اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے، ذکرِ الٰہی میرے دل کا پھل ہے اور میرا غم میری امت کے لئے ہے اور میرا شوق اپنے ربّ عزّوجلّ کی طرف ہے۔

سامعین! آج کی تقریر کے عنوان میں ہر دو الفاظ یقین اور قوّت عام طور پر قابلِ فہم ہیں لیکن یہاں اِن دونوں الفاظ کے لغوی معانی جان لیتے ہیں۔ یقین ایک ایسی کیفیت کا نام ہے جو گمان وشک سے پاک ہو۔ جس کے برپا ہونے میں ذرا بھر شک وشبہ کا شائبہ تک نہ ہو۔ اردو زبان کا مقولہ ہے کہ "یقین بڑا راہبر ہے "یعنی انسان کو اگر یقین ہو تو اُسے کامیابی مل ہی جاتی ہے۔ ہم اِس دنیا میں دیکھتے آئے ہیں اور آئندہ بھی دیکھتے چلے جائیں گے کہ مادی اور روحانی ہر دو دنیا میں کامیابیاں کامل یقین رکھنے والے کو ملتی ہیں۔ کیونکہ ایمان وایقان میں ترقی اور اِس میں مضبوطی کامل یقین سے ہی آتی ہے۔ کیونکہ یقین، کامل توکّل، اطمینان، اعتماد اور اعتبار کو کہتے ہیں۔

جبکہ قوّت، طاقت، توانائی، سہارا، اعانت اور کُمک کے لئے بولا جاتا ہے۔ اور اَلْیَقِیْنُ قُوَّتِیْ کے معانی یہ ہوں گے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ پر یقین اور اسلام کی کامیابیوں پر یقین ایک ایسی خدائی طاقت اور قوت ہے جو مجھے مزید ترقیات اور آگے بڑھنے کے لئے کُمک مہیا کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے پاکیزہ لٹریچر میں مختلف مقامات پر اپنی آمد کی اغراض بیان کی ہیں جن میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے کہ "تا لوگ قوتِ یقین میں ترقی کریں" ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں روایت ہے کہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ فرماتے ہیں: "مجھے خوب یاد ہے اور مَیں نے اپنی نوٹ بک میں اس کو لکھ رکھا ہے کہ جالندھر کے مقام پر ایک شخص نے حضرت اقدس امام صادق حضرت میرزا صاحبؑ کی خدمت میں سوال کیا کہ آپ کی غرض دنیا میں آنے سے کیا ہے؟" آپؑ نے فرمایا کہ "مَیں اس لئے آیا ہوں **تا لوگ قوتِ یقین میں ترقی کریں**۔"

(**ملفوظات جلد1 صفحہ 1، ایڈیشن 2003ء**)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام علم کی تین قسمیں تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"ان آیات (سورت التکاثر کی آیات جن کی تلاوت مَیں اوپر کر آیا ہوں) میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے کہ اِسی جہان میں بدکاروں کے لئے جہنمی زندگی پوشیدہ طور پر ہوتی ہے اور اگر غور کریں تو اپنی دوزخ کو اسی دنیا میں دیکھ لیں گے اور اس جگہ اللہ تعالیٰ نے علم کو تین درجوں پر منقسم کیا ہے یعنی علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین اور عام کے سمجھنے کے لئے ان تینوں علموں کی یہ مثالیں ہیں کہ اگر مثلاً ایک شخص دور سے کسی جگہ بہت سادھواں دیکھے اور دھویں سے ذہن منتقل ہوکر آگ کی طرف چلا جائے اور آگ کے وجود کا یقین کرے اور اس خیال سے کہ دھوئیں اور آگ میں ایک تعلق لاینفک اور ملازمت تامّہ ہے۔ جہاں دھواں ہوگا ضرور ہے کہ آگ بھی ہو۔ پس اس علم کا نام علمُ الیقین ہے اور پھر جب آگ کے شعلے دیکھ لے تو اس علم کا نام عَینُ الیقین ہے اور جب اس آگ میں آپ ہی داخل ہو جائے تو اس علم کا نام حقّ الیقین ہے۔ اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جہنم کے وجود کا علم الیقین تو اسی دنیا میں ہو سکتا ہے۔ پھر عالم برزخ میں عین الیقین حاصل ہوگا اور عالم حشر اجساد میں وہی علم، حقّ الیقین کے کامل مرتبہ تک پہنچے گا۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد10 صفحہ 402)

سامعین! رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اللہ تعالیٰ پر غیر معمولی توکّل اور بھروسہ کے واقعات اس طرح بھرے ہوئے ہیں جس طرح آسمان ستاروں سے بھرا ہوتا ہے۔ آج خاکسار اپنی تقریر میں کچھ ایسے ہی واقعات آپ کے سامنے پیش کرے گا۔

سب سے پہلے تو ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے چچا نے جب کفار کے خوف سے آپؐ کو اللہ تعالیٰ کے پیغام کے اظہار سے روکنے کی کوشش کی تو آپؐ نے کیا خوبصورت جواب دیا جس سے آپؐ کا اپنے اللہ پر مکمل یقین اور بھروسے کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے چچا! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں طرف چاند بھی لاکر رکھ دیں تب بھی مَیں اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، مباداۃ رسول اللہؐ قومہ وما کان منھم)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نجد سے واپسی پر دوپہر کو ایک خاردار وادی میں اُترے اور ایک درخت کے نیچے ستانے کے لئے رکے۔ آپؐ نے اپنی تلوار کیکر کے اُس درخت کے ساتھ لٹکادی۔ ایک بدّو کا اُدھر سے گزر ہوا اُس نے آپؐ ہی کی تلوار پکڑ کر کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کون تمہیں مجھ سے اِس وقت بچا سکتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اِس قدر تسلّی، پختہ یقین اور اللہ پر کامل بھروسہ سے فرمایا۔ میرا اللہ! آپؐ کی آواز میں اِس قدر رعب تھا کہ اُس کے ہاتھ سے تلوار نیچے گرگئی۔

(بخاری کتاب المغازی)

ایک اور روایت میں یہ واقعہ غزوہ ذات الرقاع کا ہے اور اِس میں مزید یہ لکھا ہے کہ جب تلوار اِس دشمنِ اسلام کے ہاتھ سے نیچے گری تو پھر اُسے پکڑ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اب تم بتاؤ! تمہیں مجھ سے کون بچائے گا جس پر وہ بولا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اِس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے آپؐ کے توکّل اور یقین کو یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ

"اللہ تعالیٰ پر توکّل کا یہ حال تھا کہ جب ایک شخص نے اکیلا پا کر آپ پر تلوار اُٹھائی اور آپ سے پوچھا۔ اب کون تُم کو مجھ سے بچا سکتا ہے؟ اُس وقت باوجود اِس کے کہ آپ بے ہتھیار تھے اور بوجہ لیٹے ہوئے ہونے کے حرکت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ آپ نے نہایت اطمینان اور سکون سے جواب دیا۔ "اللہ"۔ یہ لفظ اِس یقین اور وثوق سے آپ کے منہ سے نکلا کہ اُس کافر کا دل بھی آپ کے ایمان کی بلندی اور آپ کے یقین کے کامل ہونے کا تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکا اور اُس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور وہ جو آپ کو قتل کرنے کے لئے آیا تھا آپ کے سامنے مجرموں کی طرح کھڑا ہو گیا۔"

(نبیوں کا سردار صفحہ 270)

سامعین! حدیقۃ الصالحین میں آپؐ کے اللہ پر کامل یقین کا واقعہ یوں درج ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے مدینہ میں پہرہ لگا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ آیت نازل ہوئی تو آپؐ خیمہ سے باہر آئے اور بلند آواز سے اللہ پر یقینِ محکم سے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تُم لوگ گھر جا سکتے ہو میری حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے خود لے لی ہے۔

(حدیث نمبر58)

آپؐ جب ہجرتِ مدینہ کرتے ہوئے غارِ ثور میں تھے تو تعاقب کرنے والوں کے پاؤں دیکھ کر حضرت ابو بکرؓ گھبرا گئے تو آپؐ نے کمال یقین سے فرمایا کہ اے ابو بکر! گھبراؤ مت۔ ہم دو نہیں بلکہ تیسرا خدا ہمارے ساتھ ہے۔

(بخاری کتاب المناقب)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

"اللہ اللہ! کیا توکّل ہے۔ دشمن سر پر کھڑا ہے اور اتنا نزدیک ہے کہ ذرا آنکھ نیچی کرے اور دیکھ لے لیکن آپؐ کو خدا تعالیٰ پر ایسا یقین ہے کہ باوجود سب اسباب مخالف کے جمع ہو جانے کے آپؐ یہی فرماتے ہیں کہ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ خدا تو ہمارے ساتھ ہے پھر وہ کیوں کر دیکھ سکتے ہیں؟"

(سیرۃ النبیؐ صفحہ 49)

قریش کے اس اعلان کے بعد کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ یا ان کا سر کاٹ کر لائے گا اُس کو سو اونٹ ملیں گے۔ سراقہ بن جعشم نے آپؐ کا تعاقب کیا اور اس قدر قریب پہنچ گیا کہ وہ آپؐ کو پا سکتا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بار بار گھبرا کر ادھر دیکھ رہے تھے۔ لیکن ایک دفعہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر نہیں دیکھا کہ سراقہ کس ارادہ سے آ رہا ہے۔ یہاں دل پر وہی سکینت ربانی طاری تھی اور لب ہائے مبارک تلاوت قرآن میں مصروف تھے۔ سراقہ نے بیان کیا کہ مَیں ان کے اتنا قریب پہنچ گیا کہ مجھے آپؐ کی تلاوت کی آواز سنائی دینے لگی۔ غم کے مارے ابو بکرؓ کا یہ حال تھا کہ اپنے محبوب کی جان کے خوف سے بار بار پلٹ کر دیکھتے۔ حضرت ابو بکرؓ روایت کرتے ہیں کہ جذباتِ خوف سے مغلوب ہو کر مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اب تو پکڑنے والا بالکل سر پر آن پہنچا ہے اور مَیں اپنے لیے نہیں بلکہ آپؐ کی خاطر فکر مند ہوں۔ اس پر آپؐ کی زبانِ مبارک سے وہی بابرکت کلمات نکلے جن سے آپؐ کی روح کا خمیر اٹھایا گیا تھا۔ یعنی غم نہ کر، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (التوبۃ:40)۔ سراقہ اس تعاقب میں گھوڑے سے بار بار گرا اور سنبھلا اور بالآخر اپنا ارادہ ترک کر کے صلح کا ہاتھ بڑھاتے ہوئے معافی کا خواستگار ہوا۔ اُس کا گھوڑا جو ریت میں دھنس گیا تھا، آپؐ کی دعا کی برکت سے باہر نکلا۔ سراقہ کو اپنے مشاہدے کی بنا پر کامل یقین ہو گیا کہ بالآخر آپؐ یقیناً غالب آئیں گے۔ اس خیال سے اُس نے کمال دُور اندیشی سے درخواست کی کہ مجھے امن کی تحریر عطا فرمائیں۔ چنانچہ چمڑے کے ایک ٹکڑے پر تحریر لکھ کر اُسے دے دی گئی۔ وہ واپس جانے لگا تو آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر اُس کو فرمایا: سراقہ! اُس وقت تیرا کیا حال ہو گا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے!

یہ سن کر وہ ششدر رہ گیا اور تعجب سے پوچھا: کسریٰ بن ہرمز شہنشاہِ ایران؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں!

دنیاوی انعام کے لالچ میں آپؐ کا تعاقب کرنے والا سراقہ حیرت کی تصویر بنا ہوا واپس روانہ ہوا اور یقین کامل سے آپؐ کی فرمائی ہوئی آسمانی خبر سترہ سال بعد حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔

(بخاری کتاب مناقب الانصار باب هجرة النبی و اصحابه إلى المدينة)

سامعین! حضرت عمرؓ ننگی تلوار ہاتھ میں لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے گھر سے نکلے تو خدا کی تقدیر اُنہیں اسی حالت میں دارِ ارقم کے دروازے پر لے گئی لیکن دل ایمان سے منور ہو چکا تھا۔ دار ارقم میں موجود صحابہؓ نے دشمنِ اسلام کو اس حالت میں دیکھا تو ڈرے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توکّل علی اللہ اور جرأت کا یہ عالم تھا کہ کسی توقّف کے بغیر صحابہ سے فرمایا کہ ڈرو نہیں اور دروازہ کھول دو۔ حضرت عمرؓ اندر داخل ہوئے تو آپؐ نے پوچھا: عمر! کس ارادے سے آئے ہو؟ عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مسلمان ہونے آیا ہوں۔ آپؐ نے بلند آواز سے اللہ اکبر فرمایا تو صحابہؓ کے پُرجوش نعروں سے مکّہ کی وادی گونج اُٹھی۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کو تبلیغی خطوط ارسال فرمائے تو شہنشاہِ فارس کسریٰ نے بڑے تکبّر سے آپؐ کا خط ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جب آپؐ کو اس کا علم ہوا تو اپنے خدا پر کامل یقین کے ساتھ فرمایا: ”خدا خود ان لوگوں کو پارہ پارہ کر دے۔“

کسریٰ نے یمن کے گورنر کے ذریعے آپؐ کو گرفتار کرنے کے لیے دو سپاہیوں کو خط دے کر پہلے سے ہی بھجوا رکھا تھا۔ آپؐ نے خط کا مضمون سنا جس میں لکھا تھا کہ فی الفور اپنے آپ کو ان لوگوں کے سپرد کر دیں۔ اس خطرناک موقع پر آپؐ نے کسی گھبراہٹ کا اظہار کیے بغیر ایلچیوں سے فرمایا کہ آج رات یہاں ٹھہرو، کل تمہیں جواب دوں گا۔ پھر اگلی صبح آپؐ نے ان نمائندوں کو فرمایا: تم واپس چلے جاؤ اور اپنے آقا (والیٔ یمن) سے جا کر کہہ دو کہ میرے ربّ نے آج رات تیرے ربّ یعنی کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔ وہ لوگ یہ بات سن کر ہکّا بکّا رہ گئے اور واپس چلے گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اسی رات خسرو پرویز کو اُس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا تھا۔ یہ عظیم الشان واقعہ اللہ تعالیٰ کی معجزانہ حفاظت اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے اللہ پر یقین اور بے مثال توکّل کا مظہر ہے۔

سامعین! غزوہ حنین کے دوران ایک ایسا نازک موقع آیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف چند صحابہؓ کھڑے رہ گئے۔ تین اطراف سے دشمن کے تیر اندازوں کا شدید حملہ تھا اور بچاؤ کے لیے صرف ایک تنگ راستہ تھا جس میں سے بیک وقت صرف چند آدمی گزر سکتے تھے۔ اس خطرناک راستے سے گزرے بغیر بچاؤ کی کوئی راہ نظر نہیں آتی تھی۔ ایسے میں حضرت ابوبکرؓ نے آنحضورؐ کی حفاظت کے خیال سے نہایت لجاجت سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ تھوڑی دیر کے لیے پیچھے ہٹ جائیں تاکہ اسلامی لشکر کو پھر سے جمع ہونے کا موقع مل جائے۔ لیکن آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی نصرت پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے جو جرأت مندانہ اقدام فرمایا وہ ساری تاریخ میں عدیم النظیر ہے۔ آپؐ جس خچر پر سوار تھے، آپؐ نے اسے ایڑھ لگائی اور اُسی تنگ راستے پر آگے بڑھنا شروع کیا جس کے دائیں بائیں سے تیر برسائے جا رہے تھے۔ آپؐ کی زبان مبارک پر اُس وقت یہ الفاظ جاری تھے:

اَنَا	النَّبِیُّ	لَاکَذِبْ
اَنَا	اِبْنُ	عَبْدِالْمُطَّلِبْ

کہ مَیں خدا کا نبی ہوں اور بخدا مَیں اس دعوے میں جھوٹا نہیں، اسی لیے توکّل اور خدائی حفاظت کے نتیجے میں محفوظ ہوں وگرنہ مَیں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں اور عبد المطلب کا پوتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل مُتَبَتِّل تھے ویسے ہی کامل متوکّل بھی تھے اور یہی وجہ ہے کہ اتنے وجاہت والے اور قوم اور قبائل والے سرداروں کی ذرا بھی پروا نہیں کی اور ان کی مخالفت سے کچھ بھی متاثر نہ ہوئے۔ آپؐ میں ایک فوق العادت یقین خدا تعالیٰ کی ذات پر تھا۔ اسی لیے اس قدر عظیم الشان بوجھ کو آپؐ نے اٹھا لیا اور ساری دنیا کی مخالفت کی اور ان کی کچھ بھی ہستی نہ سمجھی۔ یہ بڑا نمونہ ہے توکل کا جس کی نظیر اس دنیا میں نہیں ملتی۔“

(الحکم جلد 5 نمبر 37 صفحہ 1-3 پرچہ 10 اکتوبر 1901ء)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ پر یقین رکھنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

"اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہیں یقین ہی ہے جو گناہ سے چھڑاتا ہے۔ یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے یقین ہی ہے جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو۔ کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلّی کے رُک سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی پا سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو۔ کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفّارہ اور ایسا فدیہ ہے جو تم سے گناہ ترک کرا سکے..... پس تم یاد رکھو کہ بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آسکتے اور نہ روح القدس تمہیں مل سکتا ہے۔ مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہیں کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائیں گے۔ مبارک تم جب کہ تمہیں یقین کی دولت دی جائے کہ اس کے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہو گا۔"

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 10-11)

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اپنے اللہ پر یقین کامل تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

"اے نادانو اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو مَیں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ مَیں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ مَیں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ مَیں اُس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اُس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اِس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اُس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اُس کا جلال چمکے اور اُس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اُس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہو۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔"

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 23)

حضرت مسیح موعودؑ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ

"مجھے حیرت ہوتی ہے کہ جب مَیں کسی کتاب کا مضمون لکھنے بیٹھتا ہوں اور قلم اٹھاتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی اندر سے بول رہا ہے اور میں لکھتا جاتا ہوں۔ اصل یہ ہے کہ یہ ایک ایسا سلسلہ ہوتا ہے کہ ہم دوسروں کو سمجھا بھی نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ کا چہرہ نظر آ جاتا ہے اور میرا ایمان تو یہ ہے کہ جنت ہو یا نہ ہو۔ خدا تعالیٰ پر پورا یقین ہونا ہی جنت ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 270 ایڈیشن 1988ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"توکّل کی اعلیٰ ترین مثالیں تو حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی رقم فرمائی ہیں اور کیوں نہ ہو، آپ ہی تو انسان کامل تھے اور ساتھ ہی امت کو بھی سبق دے دیا کہ میری پیروی کرو گے، خدا سے دل لگاؤ گے، اس کی ذات پر ایمان اور یقین پیدا کرو گے تو تمہیں بھی ضائع نہیں کرے گا۔ اور اپنے پر توکّل کرنے کے نتیجہ میں وہ تمہیں بھی اپنے حصار عافیت میں لے لے گا۔"

(خطبہ جمعہ 15 اگست 2003ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں:

جیسا کہ مَیں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ روزمرہ کے معاملات میں بھی توکل کی کمی بہت سی برائیوں میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ مثلاً غلط بیانی ہے، جھوٹ ہے، جو انسان بعض دفعہ اپنے آپ کو کسی سزا سے بچانے کے لئے بول لیتا ہے۔ یا افسر کی ناراضگی سے بچنے کے لئے غلط بیانی سے یا جھوٹ سے کام لیتا ہے اور اس بات پر بڑے خوش ہوتے ہیں کہ دیکھو مَیں نے عدالت کو یا افسر کو ایسا چکر دیا اور اپنے حق میں فیصلہ کروالیا...... اپنا رازق ایسے لوگ اپنے افسروں کو ہی سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ذرا سا بھی توکل نہیں ہوتا۔ اس پر یقین ہی نہیں ہوتا اور پھر آہستہ آہستہ ایسے لوگ بندے کو بھی خدا کا درجہ دے دیتے ہیں۔ تو دیکھیں غیر محسوس طریقے سے جھوٹ اور جھوٹی خوشامد شرک کی طرف لے جاتی ہے اور پھر اس طرف دھیان ہی نہیں جاتا کہ وہ سمیع و علیم خدا بھی ہے جو میرے حالات بھی جانتا ہے، جس کے آگے مَیں جھکوں، اپنی

تکالیف بیان کروں، اپنے معاملات پیش کروں۔ تو وہ دعاؤں کو سننے والا ہے، وہی میری مدد کرے گا، اور مشکلات سے نکالے گا اور نکالنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور اسی پر مَیں توکل کرتا ہوں .... پس ہر احمدی کو ان باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے اور اس طریق پر چلنا چاہئے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائے اور جن کو اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عمل سے ہمارے سامنے رکھا۔“

(خطبہ جمعہ 15 اگست 2003ء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

✡✡✡✡